www.KitaboSunnat.com

عبدالباسط منشاوی☆

ائمہ قراءات کے لیل ونہار

ائمہ عشرہ اور ان کے رواۃ کی طرف منسوب قراءات اگرچہ ان کی نسبت سے خبر واحد ہیں لیکن دیگر بے شمار روایات سے تائید کی بناء پر اور علمائے قرآن میں ان کو تلقّی بالقبول حاصل ہو جانے سے ان کا رسول اللہ ﷺ سے ثبوت بہرحال قطعی اور متواتر ہے۔

زیر نظر مضمون میں فاضل مؤلف نے دس مشہور آئمہ اور ان کے رواۃ میں سے ان بعض شخصیات کو موضوعِ بحث بنایا ہے جن پر بعض ائمہ جرح وتعدیل کی طرف سے طعن کیا گیا ہے۔ ان آئمہ کی قراءات چونکہ 'تواتر طبقہ' سے ثابت ہیں چنانچہ انفرادی سطح پر اگر کسی شخصیت پر کوئی جرح ثابت ہو بھی جائے تو بھی اس امام کی طرف منسوب قراءت پر اس کا کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا۔

فاضل مضمون نگار نے اگرچہ ان آئمہ قراءات پر جرح کا بخوبی جائزہ قارئین کے سامنے رکھ دیا ہے لیکن اگر چند لمحات کیلئے اس جرح کو تسلیم کر بھی لیا جائے تو بھی عرض ہے کہ وہ ذات کے بجائے ان کے حافظے پر طعن سے تعلق رکھتی ہے اور ضروری نہیں کہ ایک شخص جو ایک فن میں ضعیف الحفظ ہو تو دوسرے فن میں بھی وہ لازماً ضعیف الضبط ہوگا۔ اس نکتہ کی وضاحت قراءات نمبر دوم کے صفحہ ۳۵۶ تا ۳۵۸ اور صفحہ ۵۳۱ پر تفصیلاً دیکھی جاسکتی ہے۔

یہاں ایک نکتہ مزید پیش خدمت ہے کہ اہل فن کے ہاں 'حافظے کی قوت' کے دو معیارات ضبط الصدر اور ضبط الکتاب ہیں۔ حدیث شریف کی تدوین چونکہ کافی بعد میں جا کر مکمل ہوئی ہے اس لیے وہاں راوی کے قوت حافظہ کے لیے ضبط الکتاب کی بحث عام ہے لیکن قرآنِ مجید روزِ اوّل سے مکتوب حالت میں نبی کریم ﷺ دنیا میں چھوڑ کر گئے۔ اس لیے یہاں صدری حافظہ کی کمزوری کے بالمقابل کتابی حافظہ تو ہر صورت میں پہلے سے ہی موجود ہے۔ اس لیے یہاں صدری حافظہ کی کمزوری ضرر رساں نہیں جبکہ قرآن مجید کتابی صورت میں اُمت کے پاس ہمیشہ سے موجود رہا ہے۔ اس مرکزی نکتہ کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض لوگ آئمہ قراءات پر تنقید کا غلط شوق پورا کر رہے ہیں، حالانکہ ائمہ جرح وتعدیل نے بھی اگر ان آئمہ قراءات پر حافظہ کے اعتبار سے کوئی طعن پیش کیا ہے تو وہ علم الحدیث کی نسبت سے پیش کیا ہے، ورنہ تمام ائمہ جرح وتعدیل روایتِ قرآن کے ضمن میں ان ائمہ قراءات کو ثقاہت کے اعلیٰ معیار پر تسلیم کرتے تھے، جیسا کہ فاضل مضمون نگار نے اسے وضاحت سے بیان کیا ہے۔ [ادارہ]

الحمد لله على نعمه الظاهرة والباطنة قديما وحديثا، والصلوٰة والسلام على محمد وآله وصحبه الذين ساروا فى نصرة دينهٖ سيرا حثيثا وعلى أتباعهم الذين ورثوا العلم، والعلماء

☆ سابق متعلّم کلیۃ القرآن، جامعہ لاہور الاسلامیہ، مدرّس کلیۃ القرآن جامعہ محمدیہ لوکو ورکشاپ، لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ورثة الأنبياء أكرم بهم وارثا و موروثا . أما بعد!

① قال اللہ سبحانه و تعالیٰ:

﴿وَ أَن لَّيْسَ لِلْاِنْسٰنِ اِلَّا مَا سَعٰى، وَ أَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى، ثُمَّ يُجْزٰهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى﴾ [النجم: ۳۹، ۴۰، ۴۱]

② وقال تعالیٰ:

﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ﴾ [المجادلہ: ۱۱]

''اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے درجے بلند کرتا ہے جو تم میں سے ایمان والے ہیں اور اُنہیں علم دیا گیا ہے۔''

③ وقال سبحانه و تعالیٰ فی مقام اٰخر:

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ [الزمر: ۹]

''کہہ دیجئے کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں، بے شک نصیحت تو وہی حاصل کرتے ہیں جو اہل عقل ہیں۔''

حدیثِ مصطفیٰ ﷺ

«إِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِيْنَ» [سنن ابن ماجه: ۲۱۸]

''بے شک اللہ تعالیٰ اس قرآن کے ذریعہ بہت سی قوموں کو بلند کرے گا۔''

«خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ» . [صحیح البخاري: ۵۰۲۷]

''تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔''

یہ منشائے قدرت ہے کہ اسلام کو دنیا میں غالب کرتا ہے اور اُسے قائم ودائم رکھتا ہے، اسی طرح اُمت کے وہ اشراف جنہوں نے شب وروز قرآن وحدیث کی خدمت کی ہوتی ہے، اللہ رب العزت ان کے ناموں کو بھی زندہ اور ہمیشہ بلند رکھتا ہے۔

وہ اَصحاب جنہوں نے قرآن وحدیث کو پڑھنے پڑھانے میں عمر کھپا دی ان کی مکمل تعداد کیا تھا اور اب کتنی ہے؟ صرف اللہ عالم الغیب و الشهادة ہی بہتر جانتے ہیں۔ اتنی زیادہ تعداد کی مثال دنیا کے کسی طبقے یا کسی اُمت میں نہیں مل سکتی۔

اُمت کی اِن بزرگ ہستیوں میں دوطرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک علمائے اَلفاظ اور دوسرے علمائے معانی۔

علمائے اَلفاظ سے وہ لوگ مراد ہوتے ہیں، جنہوں نے قرآن مجید کے متن، آیات، اَلفاظ، حروف وحرکات، حتیٰ کہ نقطے اور شد و مد کی خوب حفاظت کی۔ اُنہوں نے قرآن حکیم کے فصیح طرز اَدا کو نہ صرف خود محفوظ رکھا بلکہ آنے والی نسلوں تک با حفاظت یہ علم منتقل کر کے دنیا سے چلے گئے۔ ظاہر ہے اتنی ہمت والا کام اللہ کی توفیق اور مدد کے بغیر ممکن نہیں کہ جس قرآن کو اٹھانے کا اِنکار آسمان وزمین اور پہاڑوں نے کر دیا تھا اُسے اگر انسان نے اٹھایا تو صرف اللہ کی منشاء ومرضی اور توفیق کے سہارے پر۔

چونکہ تمام تفاسیر و اَحادیث قرآنی متن کی محتاج ہیں۔ یہ قرآنی متن کی تشریحات ہیں جو قرآن کے تابع ہوتی ہیں۔ قرآن کا متن باقی رہے گا تو حدیث وتفسیر بھی قائم ودائم رہیں گی۔ لہٰذا قرآن مجید کے متن، اَلفاظ وکلمات جہاں تک کہ ہر ہر حرف، اِعراب اور نقطے کی حفاظت ضروری ہوگئی اس کی حفاظت کا کام کرنے کے لیے اَیسے اَفراد کی ضرورت تھی جو اپنی زبانوں اور سینوں کو قرآن کے لیے پیش کریں، جو اپنی زبانوں کو خوب مشق ومحنت کے ذریعہ صحیح طرز اَدا کا عادی بنائیں۔ صرف قرآن مجید ہی ایسی کتاب ہے جو اَفضل الذکر ہے جس کی تلاوت عبادت سمجھ کر کی جاتی ہے اور قرآن پاک کے متن کو تلاوت کرنا اور لوگوں کو سنانا، سکھانا اس کام کے لیے افراد تیار کرنا، سب کچھ فریضۂ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبوت میں شامل تھا۔

جیسا کہ قرآن مجید نے بڑی وضاحت کے ساتھ نبیﷺ کے فرائض کی وضاحت کی ہے:

اِرشاد باری تعالیٰ ہے۔(دعائے ابراہیم علیہ السلام)

① ﴿ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ ءَايٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴾[البقرۃ:۱۲۹]

''اے ہمارے رب! ان میں ایک رسول بھیج جو اِنہی میں سے ہو، وہ ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے، اُنہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اوران کو پاکیزہ بنائے، بلاشبہ تو غالب اورحکمت والا ہے۔''

② ﴿كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولاً مِّنكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ ءَايٰتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ﴾[البقرۃ:۱۵۱]

''جیسا کہ ہم نے تمہارے اُندرتمہی سے ایک رسول بھیجا جوتم پر ہماری تلاوت کرتا ہے اورتمہیں پاکیزہ بناتا ہے اور کتاب وحکمت سکھلاتا ہے اور وہ کچھ سکھلاتا ہے جوتم نہیں جانتے تھے۔''

③ ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ ءَايٰتِهِ وَ يُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ﴾[آل عمران:۱۶۴]

''بلاشبہ اللہ نے مؤمنوں پر بہت احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان اُنہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جوان پر اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اوران کوسنوارتا ہے اور کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے لوگ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔''

④ ﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ ءَايٰتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ﴾[الجمعۃ:۲]

''وہی ہے جس نے اَن پڑھ لوگوں میں انہی سے ایک رسول بھیجا جوانہیں اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اُن کو پاک کرتا ہے اوراُنہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔''

اللہ تعالیٰ نے اِن آیات میں متن قرآنی کی تلاوت کومقدم رکھا اور کتاب وسنت کی تفہیم کو مؤخر کیا اور نبیﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے اَولاً ہر آیت کی تلاوت سیکھی اُسے یاد کیا بعد میں اس کا مفہوم بھی سمجھا اور آپﷺ نے اَپنے اَصحاب کوبھی اسی ترتیب سے ساتھ تعلیم دی۔حتیٰ کہ اَسلاف نے بھی یہی اَنداز اَپنایا۔لوگ تمام علوم سیکھنے سے پہلے قرآن مجید صحیح پڑھنا سیکھتے تھے۔

چنانچہ اِمام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ میں مسجد حرام میں داخل ہوا تو امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ کو باب الصفا کے قریب ستون کے پاس بیٹھے ہوئے پایا، تو آپ کے پاس چلا گیا۔پوچھنے لگےلڑکے! تم نے قرآن مجید پڑھ لیا ہے۔میں نے کہا جی ہاں، پڑھ چکا ہوں۔بولے علم میراث سیکھا ہے؟ میں نے اِثبات میں جواب دیا۔پھر پوچھا حدیث بھی لکھی ہے میں نے کہا جی لکھی ہے۔''[تذکرۃ الحفاظ اُردو،۱/۱۰۸]

اِمام زہری رحمہ اللہ نے سب سے پہلا سوال قرآن پڑھنے کے متعلق پوچھا: جو اِس بات پر دلالت کررہا ہے کہ تمام علوم سیکھنے سکھانے سے پہلے قرآن مجید کوصحیح پڑھنا آنا چاہئے اور متقدمین ایسا ہی کرتے تھے۔لہٰذا بعض اَحناف کا یہ کہنا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اَکثر محدثین قراءات و تجوید سے ناواقف تھے یا قرآن درست نہ پڑھ سکتے تھے، بالکل فضول بات ہے۔حتیٰ کہ کچھ نے تو ہمارے جلیل القدر امام، امام بخاری رحمہ اللہ پر بھی اسی طرح کا اِعتراض وارد کیا، جس کا جواب الحمدللہ انہیں اسی موقع پر دے دیا گیا کہ کاش مولانا صاحب نے صحیح بخاری پڑھی ہوتی تو معلوم ہوتا کہ اِمام بخاری رحمہ اللہ قراءات کے ماہر اور عالم تھے۔ ہاں اُنہیں یہ فن پڑھنے پڑھانے کا موقع میسر نہ آیا یا اِتنا وقت اور فرصت ہی نہ ملی۔ کیونکہ صحیح بخاری میں اِمام صاحب نے دوسو کے لگ بھگ اَیسے کلمات ذکر کیے ہیں کہ جن کا تلفظ عام روایتِ حفص (موجودہ مصحف) کے تلفظ کے خلاف ہے اور علماء نے اِمام ہشام بن عمار دمشقی جو ابن عامر شامی رحمہ اللہ کے جلیل القدر راوی ہیں کا شاگرد بھی بتایا ہے اور اسی طرح امام خلف کوفی رحمہ اللہ، خلاد کوفی رحمہ اللہ، ہشام بن عمار دمشقی رحمہ اللہ اور شعبہ بن عیاش کوفی رحمہ اللہ سے اَحادیث بھی اپنی صحیح میں نقل کی ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید کے متن کی اَدا و تلاوت کو اللہ تعالیٰ نے اور بھی ایک جگہ پر مقدم رکھا ہے اور بیان کو مؤخر کیا ہے۔

اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

① ﴿وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا﴾ [الفرقان:۳۲]

''اور ہم نے اس قرآن کو ترتیل کے ساتھ نازل کیا ہے۔''

﴿وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا﴾ [الفرقان:۳۳]

''یہ آپ کے پاس جو کوئی مثال لائیں گے ہم اس کا سچا جواب اور عمدہ تفسیر بتادیں گے۔''

ان بالترتیب دو آیتوں میں ترتیل (تجوید سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا) کو مقدم اور اس کی وضاحت یعنی تفسیر کو مؤخر کیا گیا ہے۔

② ﴿اَلرَّحْمٰنُ، عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ، خَلَقَ الْاِنْسَانَ، عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾ [الرحمٰن:۱تا۴]

''شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان ہے اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ رحمٰن نے قرآن سکھایا۔ اسی نے انسان کو پیدا کیا اور اسے بیان سکھایا۔''

یہاں پر بھی بیان کو مؤخر کیا گیا ہے۔

③ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ، اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ، فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ، ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ﴾ [المزمل:۱۶تا۱۹]

''اے نبی ﷺ! آپ قرآن کو جلدی یاد کرنے کے لیے اَپنی زبان کو حرکت نہ دیں اس کا جمع کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔ ہم جب اُسے پڑھ لیں تو آپ اس کے پڑھنے کی پیروی کریں۔ پھر بے شک اس کا بیان بھی ہمارے ذِمہ ہے۔''

بعض اَہل علم کو غلط فہمی ہوگئی کہ فقط سمجھ بوجھ ہونا کافی ہے اور پڑھنے کی بجائے تفقہ زیادہ ہونا چاہئے۔ چاہے کوئی غلط پڑھے یا صحیح۔ حالانکہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے۔ قرآنی متن محفوظ نہ رہا تو تفقہ کیسے حاصل ہوگی؟ دوسرا یہ کہ تفقہ قرآن صحیح پڑھنے سے مانع نہیں اور قرآن مجید کثرت سے تلاوت کرنا تجوید کے مطابق اَدا کرنا تفقہ کے خلاف نہیں، ورنہ جلیل القدر قراء اور محدثین جنہوں نے اپنی زندگی میں کثرت کے ساتھ شب و روز قرآن کی تلاوت کی۔ اتنے قرآن مکمل، ختم کیے کہ جن کی تعداد ہزاروں تک پہنچ جاتی ہے، جیسا کہ آگے چل ہم اِمام شعبہ بن عیاش رحمہ اللہ کے حالات میں اِنشاء اللہ ذکر کریں گے۔اسی طرح امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جیل میں ۸۱ بار قرآن مکمل کیا۔ آپ ایک نابینے قاری جو خوبصورت آواز میں پڑھتا تھا سے سنتے بھی تھے۔ اِمام صاحب جب سورۃ القمر کی آخری آیات پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے۔ [طبقات حنابلہ، تذکرۃ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر جیل میں ۸۱ بار قرآن اُنہوں نے مکمل پڑھ لیا تھا تو باقی زندگی میں کتنا زیادہ پڑھا ہوگا؟
قرآن مجید کے متن کو صحت وصفائی سے پڑھنا ان لوگوں کے پاس کتنا عظیم اَمر تھا ان کو قرآن مجید سے کس قدر لگاؤ تھا؟ اُنہیں سننا اور پڑھنا دونوں کام کتنے اچھے محسوس ہوتے تھے۔
چنانچہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں لکھا ہے:

''قرظہ بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں لوگوں کی تعلیم وتربیت کے لیے عراق رَوانہ کیا تو دور تک ہمارے ساتھ چلے رہے، پھر فرمانے لگے، جانتے ہو، میں تمہیں یہاں تک وِداع کرنے کیوں آیا ہوں؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں ہمارے عزت اَفزائی کے لئے، فرمایا ہاں یہ درست ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں تمہیں یہ بھی ہدایت کرنے آیا ہوں کہ تم ایک اَیسے شہر جارہے ہو جہاں کے لوگ قرآن حکیم کو اس سوز وگداز سے پڑھتے ہیں کہ اس کے سینوں سے مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح رونے کی آواز سنائی دیتی ہے۔ خبردار! بکثرت اَحادیث بیان کرکے ان کی توجہ قرآن سے نہ ہٹا دینا، زیادہ تر قرآن حکیم کی تعلیم پر زور دینا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کم اَز کم اَحادیث بیان کرنا، اَب جاؤ تمہارے اس مشن میں، میں بھی تمہارے ساتھ شریک ہوں۔ قرظہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب ہم وہاں پہنچے اور لوگوں نے ہم سے حدیث بیان کرنے کی فرمائش کی تو ہم نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں اَیسا کرنے سے منع کردیا ہے۔'' [تذکرہ الحفاظ، ۱/۷ طبقہ ا]

نوٹ: یہاں ہم یہ وضاحت کرتے چلیں کہ کوئی منکرِ حدیث یہ خیال نہ کرے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کے بارے میں کمزور یا غلط عقیدہ رکھتے تھے بلکہ وہ اِحتیاط کرتے تھے تاکہ کوئی شخص اپنی طرف سے غلط بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہ کردے۔ ورنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موتیوں کی مانند فرامین انسان کی رہنمائی کے لیے مشعلِ راہ ہیں، بات واضح ہے۔

اِس واقعہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تلاوت قرآن سے محبت کا اَنداز بھی لگایا جاسکتا ہے۔
قرآنی متن کو درست شکل کے ساتھ زبان پر لانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ فصیح تھے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم فصیح طرز اَدا کے ساتھ ساتھ خوبصورت آواز میں تلاوت فرماتے تھے اسی طرح آپ کے اَصحاب بھی خوبصورت تلاوت فرماتے تھے۔
یاد رہے کہ خوبصورتی میں صرف خوش آوازی ہی مراد نہیں ہوتی بلکہ کلمات وحروف کی فصیح اَدا سب سے مقدم عمل ہوتی ہے۔ اس ساری بحث سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ متن کلام اللہ تمام دینی علوم کی بنیاد اور اَساس ہے۔ دین کی ساری عمارت اسی بنیاد پر کھڑی ہے۔ جن نفوس قدسیہ نے اَساس اور بنیاد کو قائم رکھا ان کی عظمت وشان اور بزرگی کسی سے کم نہیں۔ اِسلام میں ان کے نام خدمتِ قرآن کی وجہ سے اِس طرح چمکتے رہیں گے جس طرح آسمان پر سورج، چاند اور تارے چمکتے ہیں۔
یہ لوگ تمام علوم میں مہارت تامہ رکھنے والے تھے۔ ہرفن مولا ہوتے تھے۔ لیکن ہرکسی نے اپنے طبعی ذوق کے لحاظ سے یا قلت وقت کی وجہ سے ایک فن میں مہارت پیدا کی، وہ اسی علم وفن کا اِمام کہلانے لگا۔
اِسی طرح قراءات وتجوید کے ائمہ نے باوجود صاحب علم وفضل ہونے کے خود اپنے طور قرآن مجید کو پڑھنے پڑھانے کا رستہ اِختیار کیا۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگی کو اِتنا مصروف کردیا کہ انہیں اَحادیث نقل کرنے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرصت ہی نہ ملی۔جس طرح محدثین نے اَحادیث کی جانچ و پرکھ اَحادیث کے لکھنے، یاد کرنے میں عمریں صرف کردیں،اس زمانے کے علماء وقراء آج کی نسبت کہیں زیادہ تفقہ اورعلوم میں مہارت رکھنے والے تھے۔

کچھ محدثین وقراء ایسے بھی ہیں جن سے اللہ نے قراءات اوراَحادیث دونوں کی خدمت لی۔انہوں نے اپنے وقت کو دوحصوں میں تقسیم کررکھا تھا۔دن کا ایک حصہ قرآن پڑھانے میں اور دوسرا اَحادیث کی نقل و روایت میں گزارتے۔ کچھ ایسے قراء ہیں جوقراءات میں بالاتفاق ثقہ وضابط مانے جاتے ہیں۔حدیث کی نقل و روایت کی طرف وقت نہ دینے کی صورت میں وہ مقام تو نہ پاسکے جو کئی لاکھ حدیثوں کے حافظوں کوملتا ہے۔جب ان پر اَحادیث میں جرح کی گئی تو بعض لوگوں نے اس کا مطلب یہ اَخذ کیا کہ اگر یہ حضرات حدیث میں ضعیف ہیں تو قراءات میں ثقہ کیسے بن گئے؟

ان عظیم المرتبت قراء کی ثقاہت کوچیلنج کرنا یا ان کی اِمامت فی القراءات کا اِنکار کرنا ویسے ہی جیسے کوئی شخص کسی ڈاکٹر سے کپڑے سلوانے چلا جائے یا کسی درزی کی دکان پر دوائی لینے چلا جائے تو اس پر جرح کردے، اگرچہ وہ اپنے فن کا ماہر ہی کیوں نہ ہو۔

کتنے ہی ایسے نحوی ہیں جو حدیث میں بالکل صفر ہیں۔مثلاً سیبویہ نحو کے اِمام ہیں مگر حدیث میں بالکل فارغ ہیں۔اسی طرح کئی ایسے مؤرخ جو تاریخ میں تو مہارت رکھتے ہیں لیکن ان کو نہ قرآن میں مہارت ہوتی ہے نہ حدیث میں۔مگر اَفسوس کہ اگر کسی محافظ قرآن پر حدیث کے سلسلہ میں کوئی جرح مل جائے ، جوبعض اَوقات جرح ثابت بھی نہیں ہورہی ہوتی تو اَیسے اشراف کوضعیف فی الحدیث کے ساتھ ساتھ ضعیف فی القراءات کہہ کر اسلام دشمنی کی مذموم کوشش کی جاتی ہے۔حدیث کے منکروں کی ہمیشہ یہ چال رہی ہے کہ اَحادیث کے اِنکار کے ساتھ قراءات جوقرآن مجید کا اعجاز ہے، کے ناقلین کو بدنام شکل میں لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے۔

یاد رہے کہ ناقلین قراءات میں بعض تو ایسے ہیں کہ ان پر کی ہوئی جرح پر خود کئی محدثین متفق نہیں ہیں۔ بالفرض اگر حدیث میں ضعف ثابت بھی ہوجائے تو نقل قراءات میں ان کا مقام مسلم مانا جاتا ہے۔اس طرح وہ قراء جن کی زبانوں اورسینوں سے اللہ نے حفاظت قرآن جیسا عظیم اور مقدس کام لیا، ان کی شخصیت کو مجروح کرنے کی فضول اور ناکام کوشش ہوتی ہے۔سچ ہے کہ قراءات کے ناقلین نے حفاظت کلام اللہ کا حق اَدا کردیا۔

چنانچہ اِمام ابوعمرو بصری رحمہ اللہ کے پاس ایک معتزلی آیا۔اس نے کہا: اے ابوعمرو! آپ کو میں ایک مشورہ دینا چاہتا ہوں۔آپ میرے سامنے ﴿ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا﴾[النساء:۱۶۴] میں لفظ 'اللہ' کومفعول اور لفظ 'موسیٰ' کو فاعل بنا کر تلاوت کردو چونکہ وہ اللہ کی صفت کلام کے اِنکاری ہیں۔اس کا خیال تھا کہ میں اس طریقے سے ابوعمرو کے منہ سے نکلوا لوں گا اور بعد میں اس کو ابوعمرو کی قراءت کا نام دے کر ان کی طرف منسوب کردوں گا۔ امام اَبوعمرو بصری رحمہ اللہ نے فوری اس کا ردّ کیا اور کہا کہ بالفرض یہاں تو فاعل ومفعول کومقدم موخر کرلے گا تو قرآن مجید میں ایک جگہ سورۃ الاعراف میں آرہا ہے﴿ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقٰتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ﴾ [الأعراف:۱۴۳] یہاں پر 'ربہ' کو منصوب پڑھنے کا کون سا قاعدہ لاؤ گے۔[فبهت المعتزلی۔شرح عقیدۂ طحاویہ]

یاد رکھیں دین میں جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ شہرت وعزت نصیب فرماتا ہے۔ان کے پیچھے بہت سے عوامل کارفرما ہوتے ہیں۔مثلاً اَخلاص کی دولت، تقویٰ، صوم وصلوٰۃ کی پابندی، رِزق حلال، زبان کی حفاظت، اَساتذہ کی فرماں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برداری اور عزت کرنا، خوب محنت سے علم پر توجہ دینا۔ اسی طرح جھوٹ، غیبت، گالی گلوش اور دیگر مکروہات و منکرات سے بچنا اور حدود اللہ کی حفاظت کرنا وغیرہ شامل ہیں۔

ائمہ قراءات میں بعض کا قرآن مجید کی خدمت میں مصروف ہونا اور حدیث کو روایت نہ کرنا۔

چند وُجوہات حسب ذیل ہیں:

① قرآن مجید کی خدمت کا ذوق

الف مشہور مقولہ ”لكل فن رجال“ کے تحت ہر شخص کسی نہ کسی علم وفن میں لگاؤ رکھتا ہے، اسی طرح اُمت محمدیہ میں فی زمانہ سینکڑوں اَفراد ایسے ہوئے کہ باوجود جامع العلوم ہونے کے صرف قرآن کے ساتھ اپنے ذوق کی وجہ سے مشغول رہے۔ یہ ہر شخص کے اپنے ذوق کی بات ہے یا پھر اُسے تقسیم خداوندی کا نام دے دیں کہ جس نے اپنے کلام کے متن کو محفوظ و مامون رکھنے کے لیے اَن گنت افراد کو یہ توفیق بخشی۔

چنانچہ امام ابوعبدالرحمن سلمی رحمہ اللہ تابعی کو سامنے رکھ لیں۔ جن کے بارہ میں امام جزری رحمہ اللہ 'نشر' میں یہ فرما رہے ہیں کہ وہ بڑے علم وفضل کے مالک تھے لیکن قصداً قرآن پڑھنے پڑھانے کو اختیار کیا۔ اس کا سبب نبی ﷺ کا وہ فرمان ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: «خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ» . [صحيح البخاري: ۵۰۲۷]

قال أبوعبدالرحمن السلمي: ”فذلك الذي أقعدني هذا المقعد . “

”اسی بات نے مجھے اس مسند پر بٹھا دیا ہے۔“ [النشر في القراءات: ۱۱، معرفة القراء الكبار للذهبي: ۵۵/۱]

وقال أبوإسحاق السبيعي: إن أبا عبدالرحمن كان يقرئ الناس في المسجد الأعظم أربعين سنة

”ابواسحق سبیعی نے کہا ہے کہ ابوعبدالرحمن سلمی نے مسجد اعظم میں ۴۰ سال تک لوگوں کو قراءات پڑھائیں۔

ابوعبدالرحمن سلمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد خاص تھے۔ [معرفة القراء الكبار: ۵۵/۱]

سلمی تابعی کا یہ قول وفعل، خدمت قرآن اور ذوق قراءات کی بہت بڑی اور واضح دلیل ہے۔

ب اِمام ابوالقاسم الشاطبی رحمہ اللہ کی شخصیت سے کون ناواقف ہوگا؟ جن کے بارہ میں نواب صدیق الحسن خان رحمہ اللہ نے اپنی کتاب 'التاج المكلل: ۸۸' میں تذکرہ الشاطبی میں یہ بات ذکر کی ہے کہ امام شاطبی رحمہ اللہ کو بخاری ومسلم اور مؤطا اِمام مالک ازبر تھیں۔ علوم اِسلامیہ کے طلبہ دور دراز سے سفر کرکے اَحادیث کے مذکورہ مجموعہ جات کی تصحیح کرواتے تھے۔ مگر امام شاطبی رحمہ اللہ کو قرآن مجید کے ساتھ خاص شغف اور لگاؤ تھا۔ دن رات اس کی خدمت میں کوشاں رہے۔ حتیٰ کہ قیامت تک آنے والوں کے لیے سند بن گئے۔ امام شاطب رحمہ اللہ کی لکھی ہوئی کتاب القصيدة الشاطبيه 'حرز الأماني ووجه التهاني' سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں لوگوں نے فیض پایا۔

② قلت وقت بھی ایک وجہ ہے

ائمہ قراءات میں سے اکثر کو اَحادیث پڑھانے کا وقت نہ ملا۔ قرآن سیکھنے والوں نے اُن پر اتنا ہجوم کردیا کہ صبح و شام اسی کام میں لگے رہے حتیٰ کہ عمریں بیت گئیں۔

الف اِمام نافع رحمہ اللہ ہی کو دیکھئے کہ دن رات پڑھا رہے ہیں مگر پھر بھی قرآن کے پڑھنے والے طالب علم باقی رہتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے معروف شاگرد اِمام عثمان بن سعید رحمہ اللہ جن کا لقب 'ورش' ہے، کہتے ہیں کہ میں مصر سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھنے کے لیے مدینہ منورہ پہنچا، دیکھتا ہوں کہ کثرت طلباء کی وجہ سے باہر سے آنے والا شخص اِمام نافع مدنی رحمہ اللہ تابعی سے علم حاصل نہیں کرسکتا تھا، آپ طلباء کو بڑی شفقت، لگن اور محنت سے پڑھا رہے تھے۔ میں حلقہ طلباء کے پیچھے بیٹھ گیا۔امام نافع رحمہ اللہ کسی کو تیس سے زیادہ آیات نہیں پڑھاتے تھے۔ پوچھنے پر پتہ چلا کہ یہاں داخلہ بہت مشکل ہے۔

میں امام نافع رحمہ اللہ کے قریبی مخلص دوست کبیر،ابوجعفر کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔انہوں نے عرض کیا حضرت! یہ مصر سے آیا ہے کوئی حاجی یا تاجر نہیں صرف پڑھنے کے لیے اِتنا لمبا فاصلہ طے کرکے آیا۔ امام نافع رحمہ اللہ نے جواب دیا:"ترىٰ ما ألقي من أبناء المهٰجرين والأنصار"، ''آپ دیکھ رہے ہیں کہ مہاجرین وانصار کی اَولاد کوتعلیم دینے کی وجہ سے کتنا عدیم الفرصت ہوں۔حتی کہ جب اِصرار کیا گیا تو رات مسجد نبوی میں ٹھہرنے کا حکم دیا۔ آپ تہجد کے وقت تشریف لائے اور پوچھا کہ وہ مصری مسافر کہاں ہے؟ میں حاضر ہی تھا۔ آپ نے مجھے پڑھنے کا اِشارہ فرمایا۔ اللہ نے مجھے خوبصورت آواز عطا کی تھی میں پڑھ رہا تھا اور پوری مسجد میں آواز پھیل رہی تھی۔

جب میں نے تیس آیات پڑھ لیں تو خاموش ہونے کا حکم فرمایا۔ اتنے میں جو طلبا جمع ہو چکے تھے ایک نے اُٹھ کر کہا اے شیخ! ہم یہاں کے باشندے ہیں یہ بھائی اتنی دور سے آیا ہے لہٰذا میں اپنی دس آیات پڑھنے کا وقت اسے ہبہ کرتا ہوں۔ پھر ایک اور طالب علم نے بھی مجھے دس آیتوں کا وقت ہبہ کیا۔ جس پر امام نافع رحمہ اللہ نے مجھے بیس آیات مزید پڑھنے کی اجازت دی۔ اب میں روزانہ پچاس آیات پڑھتا تھا۔ اس طرح مکمل قرآن کئی بار شیخ نافع سے پڑھا۔[معرفة القراء الكبار: ۱۲۸/۱]

اِس واقعہ سے یہ بات ہمارے سامنے آتی ہے کہ امام نافع رحمہ اللہ کس قدر قرآن کی خدمت میں شب و روز مشغول تھے؟ کہ اَحادیث کی نقل و روایت کے لیے وقت ہی نہ ملا۔

ب قراءِ عشرہ میں اِمام ابوعمرو بصری رحمہ اللہ مشہور و معروف شخصیت ہیں۔ آپ کے حلقہ فیض سے ہزاروں لوگ مستفید ہوئے۔ آپ جب بصرہ سے مدینہ گئے تو وہاں بھی یہی کیفیت رہی۔ اِمام حسن بصری رحمہ اللہ نے جب ان کے گرد قرآن مجید سیکھنے والے طلبا کا اژدھام دیکھا تو حیرانی کے عالم میں فرمانے لگے:

"لا اله الا الله كادت العلماء أن تكون أرباباً؟" [غاية النهاية في طبقات القراء للجزري: ۲۹۱/۱]

''اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، کیا علماء اَرباب بن گئے؟''

چنانچہ اِمام وکیع رحمہ اللہ کا بیان ہے:

''ابوعمرو بصری جب کوفہ آئے تو لوگوں کے سامنے حصول علم کے لیے اسی طرح جمع ہوئے جس طرح ہشام بن عروہ کے سامنے ہوئے تھے۔'' [معرفة القراء الكبار: ۱۰۲/۱]

اِمام ابوعمرو بصری رحمہ اللہ قراءات اور نحو میں بے مثل اِنسان تھے۔ اُنہوں نے اَحادیث بھی پڑھیں، آگے چل کر ہم انشاء اللہ ان کے اَساتذہ حدیث کا تذکرہ کریں گے۔ لیکن آپ بھی قرآن مجید کی تجوید اور قراءات نقل کرنے میں لگے رہے اور اس فن میں سند بن گئے۔ دیگر علوم کی تدریس کا موقع ہی نہ مل سکا۔

ج اِمام کسائی رحمہ اللہ نحوی، مقری، کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ نحو اور قراءت میں ان کی حیثیت بہت بلند ہے۔ آپ کے پاس تو اتنے تلامذہ حاضر ہوتے تھے کہ فرداً فرداً انہیں پڑھانا مشکل ہوگیا۔ چنانچہ امام کسائی کرسی پر تشریف

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھتے، پڑھتے جاتے اور ساتھ ہی ساتھ اپنے طلباء کو اِختلاف قراءات بھی نقل کرواتے جاتے۔

[غاية النهاية في طبقات القراء للجزري:۱/۵۳۸]

اِمام خلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ماہ شعبان میں ان کے لیے منبر منگوایا جاتا آپ اس پر بیٹھ کر لوگوں کو تعلیم دیتے روزانہ آدھی منزل پڑھ لیتے اس طرح شعبان میں دو قرآن مجید مکمل تلاوت فرما لیتے۔ [تاریخ بغداد، خطیب بغدادی:۱۱/۳۰۸]

تقویٰ و للّٰہیت کے چند مختصر واقعات

علم حاصل کرنے کے بعد بھی اگر تقویٰ و پرہیز گاری پیدا نہ ہو تو ایسے علم کا کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ تقویٰ و طہارت جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی زیادہ علمی فیض جاری ہوگا کیونکہ قرآن و حدیث نورِ ہدایت ہیں یہ خوشبو کی مانند ہیں۔ معصیت اِلٰہی اور گناہ بدبو کی طرح ہیں۔ لہٰذا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ خوشبو اور بدبو دونوں ایک جگہ جمع ہوں؟

دیکھنا یہ ہے کہ جن اشراف لوگوں نے قرآن مجید کی خدمت کی آج تک لوگ ان کا نام اتنے اَدب واحترام سے لیتے ہیں۔ ان میں تقویٰ وخلوص کی صفت کس درجہ تھی۔ ان کی زبانیں کتنی پاک وصاف تھیں، ان میں کتنا اَثر ہوگا؟

الف چنانچہ امام عاصم کوفی رحمہ اللہ کے بارے میں امام جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''کہ امام عاصم کوفی رحمہ اللہ بڑے عابد و زاہد اور تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ کثرت سے نوافل اَدا کرتے تھے۔ جمعہ کے دن عصر تک مسجد میں بیٹھے رہتے۔ کہیں جاتے ہوئے راستہ میں اگر مسجد آجاتی تو رُک کر نفل اَدا کرتے۔ پھر آگے چلتے۔ اِمام عاصم رحمہ اللہ نے ۵۰ سال تک مسجد صحابہ عراق میں قراءات کی تعلیم دی۔''

[غاية النهاية في طبقات القراء للجزري:۱/۳۴۸]

نوافل آدمی کو اللہ کے بہت زیادہ قریب کردیتے ہیں۔ ان کی وجہ سے عبادات میں لذت بڑھ جاتی ہے اور اللہ کی محبت تمام محبتوں پر غالب آجاتی ہے۔

ب امام نافع مدنی رحمہ اللہ جن کے بارے میں پیچھے ذکر ہوچکا ہے کہ اُنہیں خدمت قرآن سے ذرا فرصت نہ تھی۔ قرآن مجید بہت بڑا ذکر ہے جس شخص کو اس ذکر کی مداومت نصیب ہوجائے اس کی قسمت کا کیا کہنا؟

امام جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''امام نافع مدنی رحمہ اللہ تابعی حد درجہ عابد و زاہد، متقی و پرہیز گار تھے۔ ستر سال تک قرآن پڑھنا پڑھانا بڑی فضیلت کی بات ہے وہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں بیٹھ کر۔ امام قالون رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ نافع رحمہ اللہ سب لوگوں سے زیادہ پاکیزہ اَخلاق، عمدہ عادات رکھنے والے اور قرآن خوبصورت اَنداز و آواز سے پڑھنے والے تھے۔ انہوں نے ساٹھ سال تک مسجد نبوی میں نمازیں اَدا کیں۔ امام نافع رحمہ اللہ کے بارے میں کئی علماء نے یہ بات لکھی ہے کہ جب وہ گفتگو کرتے یا قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو منہ سے کستوری جیسی خوشبو آیا کرتی تھی۔ جب ان سے کہا گیا کہ آپ بڑی عمدہ خوشبو استعمال کرتے ہیں تو اُنہوں نے اِنکار کردیا اور بتایا کہ ایک رات امام الانبیاء کی زیارت حالت خواب میں نصیب ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر میں نے قرآن مجید کی تلاوت سنائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہوکر میرے منہ میں اپنا لعب مبارک لگا دیا۔ سمجھتا ہوں کہ اس دن سے لے کر آج تک میرے منہ سے یہ خوشبو آرہی ہے۔ [معرفة القراء الكبار للذهبي: ۱/۱۰۸]

امام نافع رحمہ اللہ جنت البقیع میں امام مالک کے پہلو میں سپرد خاک ہیں۔

ج اِمام حمزہ رحمہ اللہ کوفی جلیل القدر ائمہ میں سے ایک ہیں، حافظ حدیث تھے، صحیح مسلم کے راوی ہیں۔ تقویٰ و

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرہیزگاری کا یہ عالم تھا کہ اَپنے طالب علم سے پانی تک نہ پیتے تھے۔ زیتون بیچا کرتے تھے۔
ایک دفعہ سخت گرمی کے موسم میں کسی گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا پیاس کی شدت تھی۔ مگر جب ایک نوجوان گھر سے باہر نکلا تو پہچان گئے کہ اس نے مجھ سے قرآن پڑھا ہے۔ بغیر پانی پیئے وہاں سے چل دیئے۔

[نزهة النظر شرح نخبة الفكر: ۵۱، حاشیہ نمبر ۱، بحث معروف ومنکر]

یہ کمال تقویٰ ہے، پرہیزگاری ہے کہ کہیں قرآن مجید کا اَجر ختم نہ ہوجائے۔ طالب علم سے کوئی معاوضہ نہ لیتے۔ حتیٰ کہ چھوٹی سے چھوٹی خدمت لینا بھی گوارا نہ کرتے۔ امام شاطبی رحمہ اللہ نے بڑی عمدہ بات کہی ہے۔

وحمزة ما أزكاه من متورع إماماً صبوراً للقرآن مرتلا

''اور حمزہ کس قدر پاکیزہ اور پرہیزگار، صبر کرنے والے امام ہیں جو قرآن کو ترتیل سے پڑھنے والے تھے۔''

آپ کے شاگرد اِمام خلف کہتے ہیں کہ میرے والد گرامی فوت ہوگئے ان پر کچھ قرض تھا۔ میں نے حمزہ رحمہ اللہ سے کہا کہ قرض خواہ آپ کا شاگرد ہے اس کہہ کر قرض میں تخفیف کرا دیں۔ حمزہ رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ میرے پاس قرآن پڑھتا ہے میں یہ کس طرح کرسکتا ہوں دیکھتے نہیں میں طالب علم کے ہاتھ سے پانی منگوانا بھی مناسب نہیں سمجھتا۔

[أخلاق حملة القرآن للآجری: ۱۷۹، معرفة القراء للذهبي: ۹۶/۱]

عبداللہ عجلی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ امام حمزہ رحمہ اللہ ایک سال کوفہ میں رہتے اور ایک سال حلوان میں، مشاہیر حلوان میں سے ایک نے آپ رحمہ اللہ سے مکمل قرآن پڑھا تو اس نے ایک ہزار درہم بھیجے۔ آپ نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ اُسے واپس لوٹا دو میں قرآن پر اُجرت نہیں لیا کرتا۔ اللہ سے اس کے بدلہ میں جنت الفردوس کی اُمید کرتا ہوں۔

[معرفة القراء الكبار للذهبی: ۹۴/۱]

د اِمام ہشام بن عمار دمشقی رحمہ اللہ، ابن عامر شامی رحمہ اللہ کے راوی ہیں۔

آپ جامع مسجد دمشق میں خطیب تھے۔ اِنتہائی درجہ کے نیک، پارسا اور متقی اِنسان تھے۔ بڑے خشوع وخضوع سے عبادات الٰہیہ میں مشغول رہتے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ھدبہ بن خالد اتنی لمبی نماز پڑھاتے کہ کچھ لوگ تنگ ہوجاتے اور عبدان اہوازی ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے گریز کرتے۔ ہرسجدہ میں تیس سے زیادہ تسبیحات پڑھا کرتے تھے۔

ہدبہ بن خالد کئی باتوں میں مثلاً داڑھی، چہرے مہرے حتیٰ کہ نماز پڑھنے میں وہ سب لوگوں سے زیادہ اِمام ہشام بن عمار رحمہ اللہ سے مشابہت رکھنے والے تھے۔ امام ہشام امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ کے اُستاد بھی ہیں۔

ھ اِمام شعبہ بن عیاش رحمہ اللہ کا قرآن مجید سے بے حد شغف تھا۔

اِمام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ابوبکر (شعبہ بن عیاش) صاحب قرآن وخیر ہیں۔'' [تذکرة الحفاظ: ۲۴۱/۱]

خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

''کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ آپ لوگوں کو مستقل طور پر حدیث کیوں نہیں پڑھاتے، تو فرمانے لگے۔ میں نے پچاس سال لوگوں کو قرآن کی تعلیم دی ہے، پھر اسے کہا پڑھو: ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ﴾ [الاخلاص: ۱] اس نے پڑھا تو آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے پھر پڑھنے کا حکم دیا حتیٰ کہ آپ نے اُسے بیس مرتبہ پڑھایا تو اُسے ناگوار گزرا۔‘‘

اِمام شعبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’میں بھی تو ہوں کہ پچاس سال سے لوگوں کو تعلیم دیتا آرہا ہوں اور کبھی ناگواری اور دقت محسوس نہ کی اور تم ایک ہی وقت میں پریشان ہوگئے۔‘‘[تاریخ بغداد: ۳۷۹/۱۴]

تقویٰ اور عبادت کا یہ عالم تھا کہ ۴۰ سال تک مسلسل شب و روز میں ایک قرآن ختم کرتے تھے۔

[معرفة القراء الكبار للذهبي:۱۳۸/۱]

آپ نے وفات کے وقت بتایا کہ میں نے گھر کے اس کونے میں ۲۴۰۰۰ ہزار بار قرآن مجید مکمل پڑھا ہے۔

[مرأة الجنان:۴۴۴/۱]

ستر سال عبادت میں مصروف رہے۔[تهذيب التهذيب،ابن حجر:۳۶/۲]

یزید بن ہارون رحمہ اللہ اور امام شعبہ رحمہ اللہ بڑے عالم اور صاحب فضل تھے، چالیس سال تک زمین پر پہلو نہ لگایا۔

[تاريخ بغداد: ۳۸۰/۱۴، معرفة القراء الكبار للذهبي:۱/۱]

ابن سعد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

’’ابوبکر عبادت گزاروں میں سے تھے۔‘‘[إبراز المعاني شرح شاطبية ، ابوشاهد:۲۴]

یعقوب بن شعبہ رحمہ اللہ اور ابوبکر شعبہ رحمہ اللہ نیکی اور تقویٰ کی صفت میں معروف تھے۔[تذكرة الحفاظ: ۲۴۱/۱]

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں:

’’میں نے شعبہ سے بڑا متقی کوئی نہیں دیکھا۔‘‘[معرفة القراء الكبار: ۱۳۷/۱]

عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں:

’’میں نے ابوبکر شعبہ رحمہ اللہ سے زیادہ سنت پر عمل کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔‘‘[تهذيب التهذيب:۳۶/۱۲]

عجلی کہتے ہیں:

’’وہ صاحب سنت اور عبادت کرنے والے تھے۔‘‘[تهذيب التهذيب:۳۶/۱۲]

بعض قراء پر جرح وتعدیل

عام طور پر کچھ لوگوں کے ذہنوں میں اشکال اُبھرتا ہے کہ اَئمہ قراءات صرف قرآن مجید کے متن کی حفاظت میں لگے رہے اور حدیث میں اُن کی خدمات کا تذکرہ کیوں نہیں ملتا یا ایک اشکال یہ بھی ہوتا ہے کہ حدیث میں کچھ پر جرح ہوئی ہے۔ لہٰذا اگر وہ حدیث میں ثقہ نہیں تو قراءات میں کیسے ثقہ بن گئے؟ حالانکہ جرح کرنے والے تمام بزرگ کسی شیخ قراءات پر جرح میں متفق نہیں بلکہ ایک جرح کرتا ہے تو دوسرا شخص حدیث میں اُسے ثقہ بتارہا ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ ان اشراف لوگوں نے اتنی زیادہ تعداد میں اَحادیث حفظ نہ کیں جتنی محدثین نے کیں مثلاً امام احمد رحمہ اللہ کے بارے آتا ہے کہ ان کو سات لاکھ سے زیادہ اَحادیث زبانی یاد تھیں یا یہ کہ حدیث پڑھانے کا موقع نہ ملا اور وہ اس میں اتنی مہارت اور پرکھ نہ رکھ سکے جو حدیث میں محدثین رکھتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی اَیسا راوی قرآن مل جاتا ہے جو حدیث میں ضعیف ہے تو ساتھ علماء جرح اس کے قراءات میں ثقہ ہونے کو پورے زور سے بیان کررہے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ قرآن مجید کثرت سے پڑھاتے ہوئے وہ لوگ اس میں ثقہ و عادل اور ضابط قرار پائے۔ اسی طرح تو اعتراض بڑھتے بڑھتے جلیل القدر محدثین پر بھی وارد ہوگا کہ انہوں نے قرآنی متن کو محفوظ رکھنے کے لیے خدمات پیش نہ کیں۔ لہٰذا ہمارے نزدیک اس طرح کے اعتراضات محض بے بنیاد اور فضول ہیں۔ کوئی بھی شخص جو دین کے کسی پہلو پر خدمات دے رہا ہے وہ قابل تعظیم ہے اور انتہائی لائق احترام ہے۔ خادمین حدیث کے اپنی جگہ فضائل ہیں اور خادمین قرآن کے اپنی جگہ مناقب ہیں۔ اصل طور پر اللہ کا مقرب وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ائمہ قراءات کا حدیث میں کیا مقام ہے اور اُنہوں نے اَحادیث کن محدثین سے حاصل کیں۔ ان پر ہونے والی جرح کس نوعیت کی ہے؟

① امام عاصم کوفی رحمہ اللہ تابعی

امام عاصم کوفی رحمہ اللہ کو بعض نے حدیث میں ضعیف کہا ہے اور اکثر نے ثقہ، لیکن سب قراءات میں ثقہ کہہ رہے ہیں۔

شہادت

الف ”عاصم بن أبي النجود الكوفي الأسدي، أحد القراء السبعة تابعي، من أهل الكوفة، ووفاته فيها، كان ثقة في القراءات، صدوقا في الحديث.“

”عاصم بن ابی النجود کوفی اَسدی۔ قراء سبعہ میں سے ایک ہیں، تابعی ہیں، اہل کوفہ سے ہیں اور اسی میں ان کی وفات ہوئی۔ قراءات میں ثقہ اور حدیث میں صدوق ہیں۔“ [الأعلام، للزركلي: ۲۴۸/۳]

ب ”قال عبد الله بن أحمد بن حنبل سالت أبى عن عاصم بن بهدلة قال: هو عاصم بن أبي النجود وكان رجلاً صالحا وبهدلة هو أبوالنجود وكان رجلاً ناسكاً، قرأ على زر وقرأ زر علىٰ علي وقرأ علي علىٰ عبدالرحمن السلمي وقرأ أبوعبد الرحمن على عبدالله وكان قارءا للقرأن. وأهل الكوفة يختارون قراءة عاصم، قال عبدالله: قال أبي: وأنا أختار قراءة عاصم.“

”عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد احمد سے عاصم بن بھدلة کے برے میں سوال کیا انہوں نے کہا وہ عاصم بن ابی النجود ہیں۔ وہ نیک آدمی ہیں۔ اور بھدلة ابو النجود ہیں اور وہ ثقہ ہیں۔ انہوں نے زر بن جیش سے پڑھا اور زر بن حیش نے علی رحمہ اللہ سے پڑھا۔ اسی طرح عاصم نے سلمی تابعی سے پڑھا۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پڑھا۔ عاصم قرآن کے قاری تھے۔ اہل کوفہ عاصم کی قراءۃ پڑھتے ہیں اور میں بھی عاصم کی قراءت اختیار کرتا ہوں۔“ [تاریخ بغداد، خطیب بغدادی: ۲۲۴/۲۵]

ج ”قال أبواسحق السبيعي: ما رأيت أحداً قط أقرأ للقرآن من عاصم بن أبي النجود.“

”میں نے عاصم بن ابی النجود سے بڑا قرآن کا قاری نہ دیکھا۔“ [تاریخ بغداد: ۲۲۴/۲۵]

وہ کتب جن میں امام عاصم کوفی رحمہ اللہ کی مرویات آئی ہیں:

① سنن أبي داؤد شريف — ۱۔ حدیث — رقم نمبر ۱۴۱۳
② سنن ابن ماجه — ۵۔ حدیثیں — رقم نمبر ۱۴۷-۲۲۲-۱۸۰۸-۳۸۷۱-۳۹۶۳
③ جامع الترمذي — ۶۔ حدیثیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ سنن دارقطني	۵۔حدیثیں
⑤ صحيح ابن خزيمة	۳۔حدیثیں
⑥ مسند الشافعي	ا۔حدیث
⑦ صحيح ابن حبان	۳۱۔احادیث
⑧ سنن الكبرىٰ للبيهقي	۱۷۔احادیث
⑨ مسند الإمام أحمد	تقریباً ۶۰۔احادیث

ایک حدیث:

”قال الإمام أحمد حدثنا يزيد أنبانا حماد بن سلمة عن عاصم بن أبي النجود عن أبي صالح عن النبي ﷺ۔ قال: «إِنَّ اللهَ اطَّلَعَ عَلٰى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ» .

[صحيح البخاري: ۳۰۰۷،۳۰۸۱]

''امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم سے یزید نے حدیث بیان کی۔ یزید سے حماد بن سلمة نے اور انہوں نے امام عاصم رحمہ اللہ سے، امام عاصم رحمہ اللہ سے ابوصالح رحمہ اللہ سے اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو مطلع کردیا ہے کہ تم جو چاہے عمل کرو میں نے تم کو معاف کررکھا ہے۔''

② اِمام نافع مدنی رحمہ اللہ تابعی

ابن عدی فرماتے ہیں:

''میں نے ان کی کوئی حدیث منکر نہیں دیکھی اور میرے خیال میں ان میں کوئی حرج کی بات نہیں۔''

ثقاہت وعدالت

علامہ جسری رحمہ اللہ، یحییٰ بن معین رحمہ اللہ، احمد بن حنبل رحمہ اللہ، ابن سعد رحمہ اللہ نے ثقہ، حاتم اور نسائی نے صدوق الحدیث کہا ہے۔[معرفة القراء: ۱۱۱/۱]

نسائی رحمہ اللہ اور ابن المدنی رحمہ اللہ کے نزدیک:

ان کی مرویات نقل کرنے میں کچھ حرج نہیں۔[میزان الاعتدال:۲۲۷/۳]

ابن حبان رحمہ اللہ نے آپ کا ذکر کتاب الثقات میں کیا ہے۔

ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”لم أر في أحاديثه شيئا منكرا وأرجوا أنه لا بأس به .“

''میں ان کی مرویات میں کوئی منکر بات نہیں دیکھتا، میرا خیال ہے کہ ان کے قبول کرنے میں کچھ بھی حرج نہیں۔''

[تهذيب: ۴۰۷/۱]

اِمام نافع وجوہ قراءات، عربیت کے عالم اور حدیث پر مضبوطی سے عمل کرنے والے تھے۔[شرح الشاطبی: ۱۱]

علامہ اصمعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”كان من القراء الفقهاء العباد“

'نافع قراء، فقہا اور عبادت گزاروں میں سے تھے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشہور محدث لیث بن سعد رحمہ اللہ اور امام مالک مدنی رحمہ اللہ دونوں مشہور محدث ہیں امام نافع رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔
اسی طرح امام قالون رحمہ اللہ اور ورش بھی أشہر تلامذہ میں سے ہیں۔[طبقات القراء: ۳۳۱/۲، معرفة القراء: ۱۰۷/۱]

③ امام حمزہ بن مجیب الزیات رحمہ اللہ

بعض نے کہا ہے کہ اُنھوں نے کچھ صحابہ کو بھی دیکھا ہے۔[طبقات القراء: ۲۶۱/۱]
اِمام حمزہ رحمہ اللہ کوفی بڑے عالم و فاضل، متقی، پرہیز گار اور عابد وزاہد تھے۔قرآن، حدیث، تجوید، اَدب، فرائض وغیرہ میں غیر معمولی دسترس رکھتے تھے۔

① ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:
''سچے اور زاھد تھے۔''[تهذيب التهذيب:۲۸/۳]

② علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
"كان رأسا في القرآن والفرائض"
''آپ علوم قرآن اور فرائض میں بہت ماہر تھے۔''[العبر فی خبر من غبر: ۲۲۶/۱]

آپ کے کچھ اَساتذہ یہ ہیں

امام اَعمش رحمہ اللہ، حمران بن اعین رحمہ اللہ، محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی رحمہ اللہ، ابوعبداللہ جعفر صادق رحمہ اللہ۔
[ميزان الاعتدال: ۲۸۴/۱۔غاية: ۲۶۱/۱۔معرفة: ۱۱۲/۱]

حدیث کے اَساتذہ

حکم بن عیینہ رحمہ اللہ، حبیب ابن ابی ثابت رحمہ اللہ، عمرو بن مرہ رحمہ اللہ، طلحہ بن مصرف رحمہ اللہ، عدی بن ثابت رحمہ اللہ، حماد بن اعین رحمہ اللہ، ابواسحٰق السبیعی رحمہ اللہ، اَعمش رحمہ اللہ، منصور بن معتمر سلمی رحمہ اللہ، مغیرہ بن مقسم رحمہ اللہ۔
[ميزان الاعتدال: ۲۸۴/۱۔غاية: ۲۶۱/۱۔معرفة: ۱۱۲/۱]

امام حمزہ رحمہ اللہ کے تلامذہ

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ، حسین جعفی رحمہ اللہ، عبداللہ بن صالح العجلی رحمہ اللہ، سلیم بن عصیبی رحمہ اللہ، وکیع بن جراح رحمہ اللہ، یحییٰ بن یمان رحمہ اللہ، ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ، سفیان ثوری رحمہ اللہ، شریک بن عبداللہ رحمہ اللہ، امام کسائی رحمہ اللہ، محمد بن ابوعبید ھذلی رحمہ اللہ، امام فراء نحوی رحمہ اللہ، یحییٰ یزیدی رحمہ اللہ، امام خلف رحمہ اللہ، خلاد رحمہ اللہ۔

قال سفيان الثوری:
"يا أبا عمارة إمام القراءة والفرائض فلا تعرض لك فيهما ."
''اے ابوعمارۃ قراءت اور فرائض میں ہم آپ سے کوئی تعارض نہیں کریں گے۔''[طبقات ابن سعد: ۲۶۸/۶]
سفیان ثوری رحمہ اللہ نے کہا:
"ما قرأ حرفا إلا بأثر"، ''حمزہ نے کوئی کلمہ بغیر نقل کے نہیں پڑھا''[ميزان الاعتدال: ۲۸۴/۱]
امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”قد انعقد الجماع بأخذه تلقي قراءة حمزة بالقبول والإنكار على من تكلم فيها .“

’’امام حمزہ رحمہ اللہ کی قراءات کے اَخذ وقبول پر اَہل علم کا اِجماع ہے۔اس پر کسی قسم کی تنقید کو وہ درست قرار نہیں دیتے۔‘‘

[میزان الاعتدال: ۲۸۴/۱]

عبداللہ بن موسیٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

’’میں نے امام حمزہ کوفی رحمہ اللہ سے بڑا قاری نہ دیکھا۔‘‘[معرفة القراء: ۱۱۳/۱]

اِمام کسائی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”وهو إمام من أئمة المسلمين و سيد القراء والزهاد لورأيته فقرت عينك به من نسله .“

’’امام حمزہ رحمہ اللہ مسلمانوں کے امام قاریوں اور زاہدوں کے سردار تھے۔اگر تم انہیں دیکھتے تو تمہاری آنکھیں عبادت و ریاضت کی وجہ سے ٹھنڈی ہوجائیں۔‘‘[معرفة القراء: ۱۱۳/۱]

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”غلب حمزة الناس على القرآن والفرائض .“

’’امام حمزہ قرآن اور فرائض میں تمام لوگوں پر فائق تھے۔‘‘[ميزان الاعتدال: ۲۸۴/۱۔طبقات القراء: ۲۶۳/۱]

امام حمزہ رحمہ اللہ کو ابن سعد رحمہ اللہ نے محدث، امام جزری رحمہ اللہ اور ذہبی رحمہ اللہ نے حافظاً للحدیث لکھا ہے۔

[طبقات بن سعد: ۳۰۸/۶، طبقات القراء: ۲۶/۱، معرفة القراء: ۱۱۲/۱]

امام ابوشامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”أبوعمارة حمزة بن حبيب الزيات من رجال صحيح مسلم وهو إمام أهل الكوفة بعد عاصم .“ [إبراز المعاني شرح شاطبي: ٦]

ابن سعد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”ورويت عنه أحاديث وكان صدوق حاجب بسنة .“

’’حمزہ متعدد حدیثوں کے راوی ہیں۔صدوق اور متبع سنت تھے۔‘‘[طبقات ابن سعد: ۲۶۸/۶]

ابن معین رحمہ اللہ، ابن حبان رحمہ اللہ، عجلی رحمہ اللہ، ساجی رحمہ اللہ نے صدوق کہا ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

’’ان سے روایت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔‘‘[ميزان: ۲۸۴/۱۔تهذيب: ۲۸/۳]

شعیب بن حرب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”وقد قال شعيب بن حرب: كنت ألوم من يقرأ بقراءة حمزة حتى دخلت فقرأت عليه .“

’’شعیب بن حرب کہتے ہیں کہ جو شخص امام حمزہ کی قراءت پڑھتا تھا، میں اسے ملامت کرتا تھا کہ میں آپ کے پاس آیا تو آپ سے پڑھنے لگا۔‘‘

”فلما رءاه شعيب، سمع قراءته، رضيه وقبله وكان يقول بعد ذلك لأصحاب الحديث، تسألوني عن الحديث ولا تسألوني عن الدر . فقيل له: وما الدر؟ قال: قراءة حمزة .“

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’جب شعیب نے امام حمزہ رحمہ اللہ کو دیکھا اور ان سے قراءت سنی تو ان سے خوش ہوگئے اور انہیں (حمزۃ کو) بوسہ دیا۔ اس کے بعد شعیب، اَصحاب الحدیث کو کہا کرتے تھے کہ تم مجھ سے حدیث کے بارے میں سوال کرتے ہو اور موتیوں کے بارہ میں سوال کیوں نہیں کرتے؟ آپ سے پوچھا گیا کون سے موتی؟ شعیب نے جواب دیا کہ امام حمزہ رحمہ اللہ کی قراءت موتی ہیں۔‘‘ [جمال القراء و كمال الأقراء للسخاوي:۴۷۳/۲]

سلیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”وقال سليم ، رأيت سفيان الثوري يقرأ على حمزة ويقول: سفيان قرأت على حمزة أربع ختمات . قال سليم: و سمعت حمزة يقول: أتاني سفيان بن سعيد الثورى ، وسألني أن آخذ عليه . فاقرأته فقرأ على أربع ختمات . “

’’سلیم کہتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری رحمہ اللہ کو دیکھا جو امام حمزہ رحمہ اللہ سے پڑھ رہے تھے اور سفیان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام حمزہ رحمہ اللہ سے چار بار مکمل قرآن پڑھا۔ سلیم رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے امام حمزہ رحمہ اللہ سے سنا وہ کہہ رہے تھے۔ سفیان بن سعید الثوری رحمہ اللہ میرے پاس آئے، اور مجھ سے قرآن پڑھنے کو کہا میں نے اسے پڑھایا، پس سفیان رحمہ اللہ نے مجھ سے چار بار قرآن مکمل پڑھا۔‘‘ [حوالہ سابقہ]

④ امام حفص بن سلیمان رحمہ اللہ

آپ امام عاصم کے تلامذہ میں سے سب سے بڑے قاری تسلیم کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وحفص بالإتقان كان مفضلًا . “

’’کہ حفص کو شعبہ پر مضبوطی رِوایت میں فضیلت دی جاتی ہے۔‘‘

شہادات

الف حفص بن سلیمان بن المغیرہ الأسدی

” قارى أهل الكوفة وكان أعلم أصحاب عاصم بقراءته . “

’’حفص بن سلیمان بن المغیرۃ الأسدی اہل کوفہ کے قاری ہیں آپ عاصم کی قراۃ کو عاصم کے تمام شاگردوں سے زیادہ جاننے والے تھے۔‘‘ [الأعلام ، للزرکلی:۲۶۳/۲]

ب حفص بن سلیمان الاسدی الغافری القاری:

”صاحب عاصم ثبت في القراءة والحروف“

’’حفص بن سلیمان الاسدی الغافری القاری امام عاصم کے راوی ہیں۔‘‘ [المغني في الضعفآء: ۷۹/۱]

ج حفص بن سلیمان صاحب عاصم بن ابی النجود:

”وكان يقرئ لبغداد في مسجد الصحابة بالقرب من قنطرة العتيقة . “

”قنطرۃ عتیقہ کے قریب مسجد صحابہ بغداد میں وہ لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے۔‘‘ [تاریخ بغداد: ج۱۲]

د حفص کی ایک روایت

”فتلا ابن عباس هذه الآية: ’محمد رسول الله‘ ...... إلى ...... أخرج شطأه . قال ابن عباس: ذلك أبوبكر ......فآزره فاستغلظ فاستوى...... ذلك عمر بن الخطاب ......على سوقه...... ذلك عثمان بن عفان ......يعجب الزراع ليغيظ بهم الكفار...... ذلك علي ابن أبي طالب ......قال كنا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نعرف المنافقين على عهد رسول الله ﷺ ببغضهم على ابن أبي طالب . ‘‘

’’عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ یہ آیت تلاوت کی۔ محمد رسول الله جب أخرج شطاه پر پہنچے تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ فازره فاستغلظ فاستوى۔ سے مراد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ على سوقه سے مراد عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہیں۔ يعجب الزراع ليغيظ بهم الكفار سے مراد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے زمانہ میں منافقوں کو پہچانتے تھے۔علی رضی اللہ عنہ پر ان منافقوں کے بغض کی وجہ سے۔‘‘

[خطیب بغدادی: ج ۱۳]

د ”حفص بن سليمان الأسدى أبوعمر البزار الكوفي الفاضري صاحب عاصم متروك الحديث مع إمامية في القراءات“

’’آپ عاصم کے راوی ہیں۔ آپ کی حدیث ترک کی گئی۔مگر قراءات میں امام ہیں۔‘‘ [تقريب التهذيب:۲۵۱/۱]

اِمام حفص نے اگرچہ حدیث کا علم حاصل کیا لیکن حدیث میں وہ خاص مقام حاصل نہ کرسکے اس لیے اکثر محدثین نے ان کو ضعیف فی الحدیث کہا ہے۔لیکن ساتھ ہی ساتھ ان کی قراءات میں جلالت علمی پر سب کا اِجماع ہے۔

اِمام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’حفص قراءات میں ثقہ ثبت اور ضابط تھے۔مگر احادیث میں یہ حال نہ تھا۔ چنانچہ ان پر کلام کیا گیا ہے۔‘‘

[غاية النهاية في طبقات القراء:۲۵۴/۱]

حفص رحمہ اللہ اگرچہ حدیث میں ضعیف ہیں لیکن یہ مطلب ہرگز نہ لیا جائے کہ اُنہیں شاید مسائل دینیہ سے واقفیت نہ تھی۔ وہ حفاظ حدیث کے درجہ تک نہ جاسکے۔اس زمانے کا اَدنیٰ عالم دین بھی آج سے زیادہ فہم دین رکھتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اِمام حفص رحمہ اللہ سے قرآن مجید کی قراءت و تجوید اور حفاظت کلام اللہ کا جو کام لیا۔اس مرتبے تک پہنچنا ہرکسی کے بس کی بات نہیں۔ اگر اُنہیں حدیث میں ضعیف سمجھتے ہوئے قراءت میں بھی ضعیف سمجھیں تو ہمارے پاس جو مصحف ہے اس میں اسی رِوایت حفص کے موافق اِعراب لگائے ہیں اس میں کی جانے والی تلاوت اور نمازیں ضائع ہوجائیں گی۔

یہ بات واضح رہے کہ طبقہ محدثین میں ان کا مقام و مرتبہ متنازع ضرور ہے مگر علم قراءات میں ان کے علو مرتبت پر سب متفق ہیں۔

⑤ امام احمد بزی رحمہ اللہ

آپ ابن کثیر مکی رحمہ اللہ کے راوی ہیں چالیس سال مسجد حرام کے مؤذن رہے۔[غاية النهاية: ۱۱۹/۱]

امام بزی رحمہ اللہ قراءات میں بالاتفاق امام ہیں۔ البتہ حدیث میں ان کا معاملہ مختلف فیہ ہے۔بعض نے ضعیف، بعض نے ثقہ کہا ہے۔

الف حافظ ابن حجر رحمہ اللہ وامام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

’’بزی قراءات میں امام وضابط ہیں۔‘‘[لسان الميزان:۴۲۵/۱، میزان الاعتدال:۱۴۴/۱]

بزی رحمہ اللہ نے ان علماء سے حدیث کا علم حاصل کیا۔

مومل بن اسماعیل رحمہ اللہ، مالک بن سعید بن حسن رحمہ اللہ، ابوعبدالرحمٰن المقری رحمہ اللہ، سلیمان بن حرب رحمہ اللہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[معرفة القراء الكبار: ۱/۱۷۴، طبقات القراء: ۱/۱۱۹]

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں ان سے روایت کی ہے۔[معرفة القراء: ۱/۱۷۵]

ابن حبان رحمہ اللہ نے آپ کا ذکر کتاب الثقات میں کیا ہے۔[لسان المیزان: ۱/۲۸۴]

بزی رحمہ اللہ سے یہ لوگ احادیث نقل کرتے ہیں:

ابوبکر احمد بن عبیہ بن ابی عاصم النبیل رحمہ اللہ، یحییٰ بن محمد رحمہ اللہ، محمد بن علی بن ولید الضائع رحمہ اللہ، احمد بن محمد بن مقاتل رحمہ اللہ وغیرہم۔

امام بزی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جو شخص قرآن کو مخلوق کہے وہ دینِ اسلام سے خارج ہے۔ جب تک کہ توبہ نہ کرلے۔[معرفة القراء: ۱/۱۷۸]

⑥ امام ابوعمرو بصری رحمہ اللہ تابعی

پیچھے یہ ذکر ہوچکا ہے۔امام ابوعمرو بصری رحمہ اللہ کے پاس کس کس طرح تلامذہ قراءات جمع ہوا کرتے تھے۔آپ حدیث کے بڑے عالم ہیں۔مگر نقل و روایت کی طرف نہ آسکے۔ وجہ یہ ہے کہ قرآن کی خدمت نے انہیں بہت زیادہ مشغول کردیا۔

امام سخاوی رحمہ اللہ نے آپ کے اساتذہ حدیث کے نام ذکر کیے ہیں۔

فرماتے ہیں:

”وكان أبو عمر من الطبقة الرابعة من التابعين بالبصرة. قال أبوعبيدة: كان أبوعمرو من التابعين، رأى أنس بن مالك وسمع منه وكان رأساً في أيام الحجاج.“

”ابوعمرو رحمہ اللہ بصرہ میں تابعین کے چوتھے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابوعبیدہ رحمہ اللہ نے کہا کہ ابوعمرو رحمہ اللہ تابعی ہیں انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور ان سے سماعت کی وہ حجاج کے زمانہ میں بڑے علماء میں شامل تھے۔“

[جمال القراء و کمال الأقراء: ۲/۴۴۷]

اَساتذۂ حدیث

حسن بصری رحمہ اللہ، محمد بن سیرین رحمہ اللہ، ابوسلمہ رحمہ اللہ، نافع مولی ابن عمر رحمہ اللہ، عکرمة بن خالد رحمہ اللہ، یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ، ابراہیم التیمی رحمہ اللہ، مجاہد بن جبیر رحمہ اللہ، اسماعیل بن ابی خالد رحمہ اللہ، ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ، عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ، فرقد السبخی رحمہ اللہ، محمد بن مسلم سعید المقری رحمہ اللہ، عبدالرحمٰن بن ابی بکرة رحمہ اللہ، محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ، جعفر بن محمد بن علی بن حسین رحمہ اللہ، ہشام بن عمر رحمہ اللہ، موسیٰ بن عقبہ رحمہ اللہ، یونس بن جبیر رحمہ اللہ، سعید بن جبیر رحمہ اللہ، عمرو بن مرة رحمہ اللہ، یعقوب بن عطاء رحمہ اللہ، محمد بن اسحٰق رحمہ اللہ۔

”قال أبو على أهوازى: ولو لا خشية الإطالة لذكرت عن كل واحدٍ منهم حديثاً.“

”اگر مجھے طوالت کا خطرہ نہ ہوتا تو ان میں سے ہر ایک سے حدیث ذکر کرتا۔“[جمال القراء و کمال الاقراء: ۲/۴۵۲]

خدا کی قدرت دیکھیں کہ ائمہ جرح و تعدیل ایک طرف ان پر جرح کر رہے ہیں اور دوسری جانب ان کی اِمامت فی القراءۃ کو تسلیم کرتے ہوئے ان عظیم قراء کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر رہے ہیں۔ جو اس بات کا بیّن ثبوت کہ وہ اپنے زمانہ سے لے کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَب تک بالاتفاق قراءت کے امام ہیں۔خود محدثین ان کی ثقاہت، عدالت اور اِمامت فی القراءت پر ایمان واثق رکھتے ہیں۔

چونکہ قرآن مجید کا اپنا سلسلۃ السند ہے جو ثقہ، عادل، معتبر اور ضابط راویوں کی لڑی پر مشتمل ہے۔

قراء اُمت کے بغیر قرآن ثابت ہی نہیں ہوتا۔ اگرچہ ہمارے پاس مکمل قرآن کتابی شکل میں موجود ہے مگر کون بتائے کہ اِمام حفص نے لفظ 'مجرھا' میں امالہ نقل کیا ہے کون بتائے گا کہ 'ءاعجمي' کے دوسرے ہمزہ میں تسہیل ہے۔قراء کے بغیر کیسے پتہ چلے گا کہ 'أولئك' میں واؤ پڑھا جائے یا نہیں۔'أو لا اذبحنه' میں لام کے بعد الف کے تلفظ کو حذف کرنا ہے یا باقی رکھنا ہے۔ عام شخص تو الف لکھا ہوا دیکھ کر اس کا تلفظ کرے گا اور اس جملے کو نفی میں بدل دے گا اور کلام اللہ میں خرابیاں پیدا کرے گا۔

ناقلینِ قرآن کی عدم موجودگی میں نبیﷺ سے ایک آیت بھی ثابت نہیں ہوسکتی۔ پورا قرآن تو درکنار۔

امام مالک رحمہ اللہ جیسے عظیم فقیہ ومحدث امام نافع رحمہ اللہ سے قراءت پڑھنے گئے۔ حالانکہ خود بڑے عالم تھے۔عربی بولتے تھے۔مگر قرآن پڑھنے کے لیے نافع کی مجلس اختیار کی۔ایک بار بسم اللہ کے جہر کے بارہ میں اَپنے شیخ امام نافع رحمہ اللہ سے سوال کیا تو اُنہوں نے بتایا کہ اَہل مدینہ کے ہاں بسم اللہ کا جہر ہے یعنی نماز میں، تو امام مالک رحمہ اللہ نے کہا سچ ہے کہ ہر علم کا مسئلہ اس علم کے جاننے والوں سے پوچھنا چاہیے۔مگر افسوس کہ قراءات اور ان کے متعلقہ اُمور ومسائل کے صحیح غلط ہونے کا فیصلے وہ لوگ کر رہے ہیں، جنہوں نے نہ تو کسی شیخ قراءات سے قرآن پڑھنا سیکھا۔نہ قرآن کی کوئی سندان کے پاس ہے۔امام مالک رحمہ اللہ نے ثابت کردیا کہ قراءات میں قراء ہی حجت ہیں۔

آخر میں دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام مسلمانوں کو قرآن وحدیث پر عمل کرنے والا بنائے۔آمین

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ